

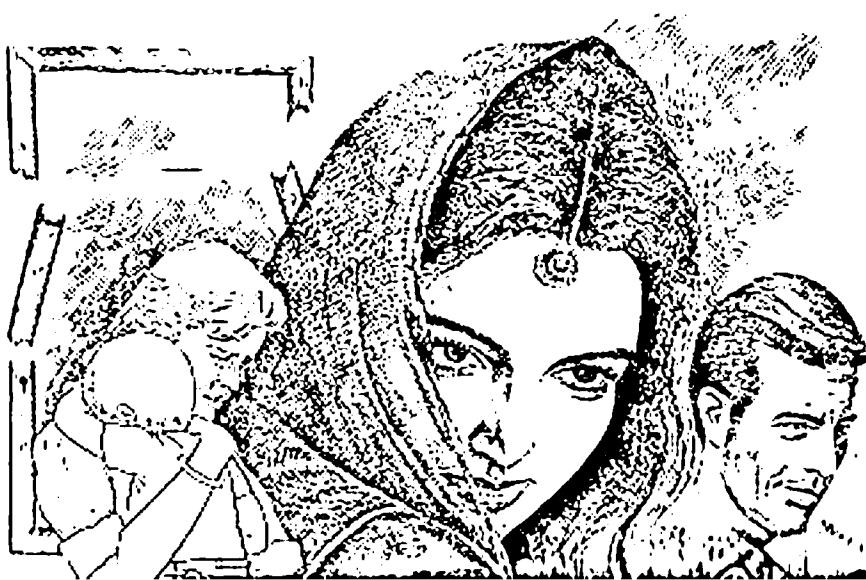
”اے بھی؟۔۔۔ اب بھی سے کیا مطلب ہے؟ کیا تم نے مجھے چین پہنچانے کے لیے ملت فین خرید کرنا تھا؟“ اس نے بے تکشی اگلے سیکھی کے پاس سرنیبو رائے راں سامیخار کھما تو فرا“ چین تو کیا سائلیں کی چین کے کام مطلب نہیں سمجھا سکتے۔“

”زمرہ ذریوے نائ زریوے۔۔۔“
وہ تھر کتا دوا، آٹے بر جاؤ منذر نے کھا جانے والی نکروں سے اسے گورل
”اے تمہارا اگر بس کیا سے؟ اب یہاں کیا بھاگ بھاگ کر لیتے آتے ہو۔۔۔ جیچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتے

”کیوں اراس پڑھے ہو؟“
”اویں نہیں مزے کی دنیا میں لے جاؤں۔“
جون نے بیڑھیاں غبور کرتے ہی منذر کو الہ والی ملکاتے ہوئے کہا۔“

”زمرہ ذریوے نائ زریوے۔۔۔“
”جیس اب بھی چین نہیں؟“

ناولیٹ



میرا؟

”ما جوں والا تمہاری بیوی بات کی کئے من لیا تھا میرے پرے میں نہ بھی الناسید حا سوچ سکتا ہے۔ تم تو ہوں کہ رہے ہو یعنی کلمی مرانی معشوقة اپنے عاشق کے شلوی کر لینے کے بعد جل گرا سے مٹھن دتی ہے کہ اب میرے پاس کیا لیئے آئے ہو جاؤ مروائیں اسیں ہیکم کے پاس ہوئے مجتہد ہجھتے بیاد اس سے“

عون کی ان ترانیوں میں زرافنہ نہ رہا۔ بالکل اسی طرح جیسے مندر کے سڑے ہوئے بلکہ جلے بننے کا باب قسم کے مولجن کو کوئی اقتضانہ ہوا تھا۔ ”شاریٰ کو چھڈا گزرا جانے کے بعد تو پورے بھائیوں گھنے ہو۔“

”میں تمہاری اس بات پر ماہیت بھی کر سکتا ہوں۔“ اس نے وار نکر دی۔

”لیکر تے کیوں نہیں؟“ دو بھی تباہ میٹھا تھا۔

”ماہنڈ کر، میٹھا تھے میں وہ کہا یہ چلتے ہے مہ، اور میری بھنگی نہ دیکھنے کا اعلان کرتے ہے۔“

”اگر یہ تمہاری آخری خواہش ہوتی تو میں ضرور عمنی کرنے کے پارے میں سچھا جالاں کے۔ اس نے کسی تم صبح اس کے لیے گاری تھی اخلاں اگکے اس نے کسی تم کی وجہ مکمل یا پانسی نہیں بھائی تھی، صرف سیکھا دیا تھا کہ اپنے کو کہاں کہاں کرنا میرے اصولوں کے مقابلہ سے“

”واہرے میرے یار! سات سالام تیرتے ان نے اتنا ہوئی۔ وہ عنان کو بازو سے پکڑا اخلاق نہیں۔“

”اپنکو مجھے آیا چھوڑو۔“

”دوست دوست کو تم اکیلا نہیں چھوڑتے۔“

”شاریٰ کے بعد میری عادت میں خاصی ثابت تبدیلی آئی ہے۔“ اس نے شراتے ہوئے اخلاق کیا۔

”ثابت“ تھی کا تو مجھے پا نہیں، یاں تبدیلی خاصی

”آئی ہے۔ لب بیوی کی گھر کیلیں میں من کر اور سر سے کر تم اتنے ذہنیت ہو گئے ہو کہ تم آپ کی دوسرے کی کوئی پاٹت نہیں کرتی۔ میں ہوں کہ کب سے میں کزوی کیلیں سیلیں سنائے جا رہا ہوں اور تم ہو کہ ڈنونک کے اشتراوارے اپنے بندر کی طرح لے لے رہا تھا۔“

”کھنکھلائے جا رہے ہو۔“

”کس نے ایک بار پھر اسے اشتھان بلاٹے کی بھروسہ کو شوش کی۔“

”تم طلب؟“

”تمہیں کس نے یہ غلط مطہری دے دی ہے کہ زار بھنگے گھر کیلیں رہتی ہے۔ اسے میرے یارا وہ تو تم سے ہر تک مشق نہیں ہوئی ہے۔ شوہر کو محاذی خدا“

”مریجن سب کچھ بخشنہ ولی۔ دراصل اس کی مشقی میٹھی ہاتھیں من کر اور حد سے زیادہ بار و محبتیانے“

”کے بعد میں ضروری سمجھتا ہوں کہ تم چیزیں طوٹا ہوئے اور ہے فیضیوں سے چار کڑی سین باتیں بھی“

”من جائیں۔ وہ کیا ہے کہ زیارتی ہر شے کی بھی ہوئی سن جائیں۔“

”آپ نشوکر ہو ابھی دے امارے پوکیا و اس دے نال کم“

”میں سیریں ملکہ ترمیم ایسے مٹھے نائے نائے گی کہ یہ دعا“

”آہن پر چمارے۔“

”سن، سنگی میں سحری تانے“

”میں تب ہو ہو گئی تیانوں سے“

”اس نے فراہمی خلیل ایسا تھے جو سکون گھناتھا لیا جو۔“

”اپنے کوئی کوئی اخلاں اگکے اس نے کسی تم“

”کیا وہ بھلی یا پانسی نہیں بھائی تھی، صرف سیکھا دیا۔“

”اپر! تم اسیوں سے۔“ مندر کی بروائش کی

”انتباہ ہوئی۔ وہ عنان کو بازو سے پکڑا اخلاق نہیں۔“

”اپنکو مجھے آیا چھوڑو۔“

”دوست دوست کو تم اکیلا نہیں چھوڑتے۔“

”شاریٰ کے بعد میری عادت میں خاصی ثابت“

”تبدیلی آئی ہے۔“ اس نے شراتے ہوئے اخلاق کیا۔

”ثابت“ تھی کا تو مجھے پا نہیں، یاں تبدیلی خاصی

”آئی ہے۔ لب بیوی کی گھر کیلیں میں من کر اور سر سے کر“

”اپنی اور نئی۔“ وہیات عارٹ پاٹے بے“

”میں نے کیا کیا ہے؟“

”شاریٰ۔“

”مطلب؟“

”زار بھنگے گھر کیلیں رہتی ہے۔ اسے میرے یارا وہ تو تم سے ہر تک مشق نہیں ہوئی ہے۔ شوہر کو محاذی خدا“

”مریجن سب کچھ بخشنہ ولی۔ دراصل اس کی مشقی“

”یہ اخراج نہیں“ اسرا میں تمہارے ٹانکے ہوئے“

”اے۔“

”میں سمجھا نہیں۔“

”تم نے شاریٰ نہیں کی، پورے جمال کو دخت“

”مشکل میں؟ ایں ریا ہے۔“

”بھی کھل کے بات کو۔ شلوکی میں نہ کی ہے،“

”انت سارے جہل کو پر گیا ہے، اگر تمہارے اندر بڑی تھی ہے، آخر شاریٰ کر کے میں نے دیا کیا کرڑا؟“

”چھٹے کیسی میں الیں خوٹکوار تبلیغیں بھی اسکتی ہیں تو یہ تبلیغیں ان کے شوہروں میں کیوں نہیں؟“ اب نہیں ہوئی اور اس بات کے دھکر سچھی میں نہیں میں بھتر جانے سے کھسی میں الیں خوٹکوار تبلیغیں بھی اسکتی ہیں۔“

”شاریٰ کرنا غلام نہیں سب کرتے ہیں۔“ مگر سب تمہاری طرح آئی سے باہر نہیں ہو جاتے تم نے صرف شاریٰ کی جوئی تو سارے جمل کو پوکیا ہاں پر چور اپنی فرشتہ پر لے گئے تھے تو تمہاری حضوری تاحداری اور اپنے اپنے کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔ یہ نئی اسی کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔ یہ نئی اسی کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔ یہ نئی اسی کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔“

”شاہد کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔“

”شاہد کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔“

”شاہد کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔“

”شاہد کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔“

”شاہد کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔“

”شاہد کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔“

”شاہد کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔“

”شاہد کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔“

”شاہد کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔“

”شاہد کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔“

”شاہد کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔“

”شاہد کے بعد اکثر زدن مرید ہو جاتے ہیں۔“

بڑا مرتبہ روئے جاتے ہیں۔

بے چارے شلوٹ شدہ موں میں میرے بھائی
جان بھی شامل ہیں تمہاری اس کلیا پاٹ کے ہاتھوں
شک آجکے ہیں۔ سب کی بیویوں نے ان کی زندگی
ایجین کر رکھی ہے سب کی سب چاہتی ہیں کہ
تمہاری طرح وہ سب بھی بیویوں کے لئے اس کے غلام
ہو جائیں۔ وہ چاہے زنا نہ بھر میں تحریکی کروں شہ
محاقی رہیں مگر ہر شوہر کے لیوں نہ تمہارے جیسی دعیت
مکراہیت بھی رستے اور بھجی جائے کوارول کا الگ جینا
حرام کر رکھاے ان کی ماں بھائیوں لور بری یا جیپیں
نے۔ سب متأثر ہیں کہ اگر عون جیسا خدا چاہا تھا
جیسا ہمیں اور بد تیزی بخاطر پوتا سدھر کر تیرتہ دن بن
سکا ہے تو ان کے اپنے ذاتی برخوردار کیوں نہیں بدل سکتے۔

میں اپا حصہ دلتے ہو بلکہ تخفیف تھا اُنکے لائے جاتے
ہیں سب کے لیے بیویوں کو اُنکی کرم کھلانے نے جیلا
جاتا ہے سماں کی تعداد تمہارے اتنے کے میں اتنا
ہے اور میں تو کتابوں کہ اس مکروہ باعث تمہارا اپنا
بے اگر تم خود کسی قتل ہوتے تو کسی عمرت کی کیا
جیل کہ وہ مرد کو اپنی مرضی کے ساتھیں میں دھالے
ہوتے کام تو یہ ہے کہ وہ شادی کے بعد خود میں کی
ہندیں دھل جائے اس کے رنگ میں رنگ جائے
اگر یہ تو لاکر تمہاری طرح زار بھال کیں اب گفتائے
کے بھائے ہم کسی پر غرائی ہمیں ہیں تو اسے میں
تمہاری سزا تھی کہ دنگا تھا تم ہو کہ اپنی مشور زندگی
زراہت ترک کر کے گفتائے پر اڑائے ہو کے
سید حمید حازن مردی کئے ہیں۔ شرم کرو بھی بھی
بنت ہے خود کو سنبھال ورنہ تمہاری نسل میں ہماری
اپنی بیویں برداشت کریں۔

اب تک مندر کی ہر اشتعل انگیزیوں کو پس کر
ہتا ہوں اس بار لارو والی کامڑا ہردن کر سکا ہے چپ تھا
اور منزہ کوہ خانوشی غیبت محبوس ہوئی۔
لوگوں کے دوسرے رنگ کروالا میں دلو کے گھنٹے دیاں
ڈارا جی کو ٹھلانے لے جائیں بھانجوں بھیجوں لوہوم
ورک کروائیں پاپارک میں ھماں۔ پچھوپ خال
جس بنتے میں میں کرپال کی بیٹوں کی دفعہ تھا اٹھ
کے اپنی اپنی سارا سورا سلف پوچھ کر لاتا ہے جن
وغیرہ آئیں تو میں کی خاطر نہ ارت میں ہزاروں روپیہ!
دیں۔ ساتھی ساتھی یوں کی غلامی اوری حضوری الگ۔
میری ماں بھی اب اس میں پہنچا۔ ”بھی میری
شادی کرنے کے درپر ہیں۔“

منذر نے یہ آخری اطلاع تقریباً ”روتے ہوئے ای
فردا“ فرداً سب کی خیریت دریافت کی جانے پہنچی۔ جس
چاہی اور پچھوپ بھی سے عاجز ہر بتے تھے اب بھی ان کو
شانپل پلے جیا جا ہے اب بھی سرزال یا یکے آنے
اگر بھنگے شادی جیسا وابیات تبرہ کرنے کی کاری
لے جائے کی دیوالی بھنگتائی جا رہی ہے۔ جس بچوں کو
تمہارے کرے میں جھانکتے کی اجازت نہیں تھی وہ
شلوٹ کر کے خر نہیں بنتا۔“

”کیا؟“ پھر عون سجدہ ہوا۔ لے یہ لفظ اس
وہ پکا سا گا تھا۔

ان کا کیا ہے جملہ اپنا فائدہ نظر آئے ہو؟ اسی کی دادوں
کریں گی۔ تم یہ بیکھوں ملے کے مرویں کی نظر میں
اپ تمہاری کیا عزت رہی ہے؟ دو کوئی کی میں
مرد کو عورتوں کے حلقوں میں مقبولت مل جانے اڑانا
نہ تھا نہیں رہتا۔ مرد ہو تو ہمارے ہیوین کے دھمکی
بیسیں بھی نہ ہو کہ عون ہمارا دوست ہے۔ آج یہ مل
ہے کہ تمہاری وجہ سے پوری مرد باروں غم دھنے کا
ہکار ہے۔“

منذر نے اپنی عادت کے میں مطابق رائی کا پہاڑ
پہلا۔ ڈرائی بات کو نہ کر منجھ کر بنا کر عنہ میں
”لائی لگ“ (باتوں میں آجائے والا) بندے کو بھاہی
دیا۔

وہ بھی اس کی اس عادت سے اچھی طرح واقف
ہوئے کہ پھر جو لب سنجیگی سے سوچ رہا تھا۔

”بھی اپنی بیوی پاریں تو سمجھ رہا تھا میں سدھر گیوں،“
سب بھسے خوش ہیں اور۔“

اب تک مندر کی ہر اشتعل انگیزیوں کو پس کر
ہتا ہوں اس بار لارو والی کامڑا ہردن کر سکا ہے چپ تھا
اور منزہ کوہ خانوشی غیبت محبوس ہوئی۔
لوگوں کے دوسرے رنگ کے اس نے مندرجہ لکھا چاہی۔

”شادی کرنا بیر بیات نہیں، شادی کر کے اپنے دیکھ
وہ سو روں کو خوش کرنے کے لیے ان کے اشادر چاہی
تپنا شروع کر دے تو کیا خاک خوش رہ سکے گے تمہرے
ہمی کے اچھے میں دننا لادے۔“ عورت بھی بھی اچھی
ار انہر بابت نہیں ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں اپنا
لیزک رعناء سمرت سے جملت ولی بات ہے بھجھے
اہمیں شادی کا پہنچے۔ سب کی بھوتی سے میری
رکھا ہے کہ خدا کی کئے گاہے بیانے۔“

اب تھوڑی ہے اور مقدمے سے کچھ اور تو قوت
کی باری ہے۔ میری امکن جھسے کچھ اور تو قوت
کی باری ہے۔ امیں آس بنندھی ہی ہے کہ

”ایسا کے بعد میں کمی تمہارے جیسا ہو جاؤ۔“
ماہیاں نہ ہندھ دے۔“

ہمیا پہلی بار نہیں ہوا تھا کہ کرے کی تھا لور
دو بانک فٹائمی زار ایک ٹکنگاٹیں مردم سو روں میں
گھون کر رہی ہوں۔ اسے کوئی بھی کام اٹھا کے کرتے
ہوئے بے اختیاری میں کوئی نہ کھو گانے کی مددت

”غیر؟“ تمہارا مطلب ہے میں خچڑوں۔“
”بھوٹیں بھنگے ہو۔ بلکہ ہنادی سے گھنے ہو اور یہ
کار نامہ تمہاری ہیم یعنی زار ایجادی ہے تو سرانجام دیا
ہے اور میں تو کتابوں کہ اس مکروہ باعث تمہارا اپنا
بے اگر تم خود کسی قتل ہوتے تو کسی عمرت کی کیا
جیل کہ وہ مرد کو اپنی مرضی کے ساتھیں میں دھالے
ہوتے کام تو یہ ہے کہ وہ شادی کے بعد خود میں کی
ہندیں دھل جائے اس کے رنگ میں رنگ جائے
اگر یہ تو لاکر تمہاری طرح زار بھال کیں اب گفتائے
کے بھائے ہم کسی پر غرائی ہمیں ہیں تو اسے میں کیا
زراہت ترک کر کے گفتائے پر اڑائے ہو کے
سید حمید حازن مردی کئے ہیں۔ شرم کرو بھی بھی
بنت ہے خود کو سنبھال ورنہ تمہاری نسل میں ہماری
اپنی بیویں برداشت کریں۔

”آخونی کے لیے کیا کیا ہے؟“

”تم نے پرک جکاوی ہے سب اوس کے دلوں میں
بنت ہے خود کو سنبھال ورنہ تمہاری نسل میں ہماری
بیویں برداشت کریں۔“

وہ سب میں بھیں جو نہ جیسے سپتوں کے ہاتھ
ہاں تک جک ہیں، اب اس میں ہیں کہ ان کے
بھیں باختہ پلے کر دیں، اسکے عون کی طرح سارے دھمکی
گھوڑے۔ ”ہن جاہیں۔“ ایسی کے پڑھے اسٹری کر کر کے
خدا میں کروایا کرتے تھے اب بیٹھے ان کی نالیں تو
بھی شانے دبارے ہو، بھی سر میں ٹیکھے دیاں ہیں
وڑا جی کو ٹھلانے لے جائیں بھانجوں بھیجوں لوہوم
ورک کروائیں پاپارک میں ھماں۔ پچھوپ خال
جس بنتے میں میں کرپال کی بیٹوں کی دفعہ تھا اٹھ
کے اپنی اپنی سارا سورا سلف پوچھ کر لاتا ہے جن
وغیرہ آئیں تو میں کی خاطر نہ ارت میں ہزاروں روپیہ!
دیں۔ ساتھی ساتھی یوں کی غلامی اوری حضوری الگ۔

میری ماں بھی اب اس میں پہنچا۔ ”بھی میری
شادی کرنے کے درپر ہیں۔“

منذر نے یہ آخری اطلاع تقریباً ”روتے ہوئے ای
تمی۔“

”یہ تو خوشی کی بات ہے اور تم یہ خبر ایسے سارے
جیسے کسی کی شکایت لگا رہے ہے۔“

”انگر بھنگے شادی جیسا وابیات تبرہ کرنے کی کاری
لے جائے کی دیوالی بھنگتائی جا رہی ہے۔“

تمہارے کارے میں جھانکتے کی اجازت نہیں تھی وہ
شلوٹ کر کے خر نہیں بنتا۔“

”کیا؟“ پھر عون سجدہ ہوا۔ لے یہ لفظ اس
وہ پکا سا گا تھا۔

بخار سے دھونس سے کچھ منڈیا بھی تھا تو اس کی یاد گھر کی
تری کے لیے ہوتا۔ اس رانے پر اب وہ بھی
اس کے رتی "وقتاً" احساں رانے پر جبور ہو
یعنی غیر شجیدگی اور لا لالیں پن کو ترک کرنے پر جبور ہو
یعنی تھامی وجہ ہے کہ آنس کے لئے نہ لگتے ہوئے اس
کم کے فرانش بجانے سے اسے کوفٹ ضرور جسمیں
ولی گمراہی کا خیال کر کے جلا گیا۔ اصل سپ تو اسے
بچھی جب سوندھو ٹھوٹ کر گوشت کی دلکش کے باہر
کھڑے ہو کر قیمتی بناۓ اور اسکوں کے باہر حباب
لکھ رہے ہو کر جاتی کا انتشار کرنے کے بعد گمراہیں
نیماز اس ساری بھاگ دو ہمگری پریشان ہوتے ہیں۔
راوی ریمعور دکان سے لگنے گئے ٹھست پھوپھو سے زارا
کے تصدیق بیان کر دی تھیں۔
"نی ٹھست کیا یا توں ساری عکزر تھی اب آخری
وقت لندنے میں بھی اس نے اپنی اسکی توں۔ (بموتو)
کوئی بھی حق کی نہ لی ایک سے ایک بیچ کے ہزوں کی
کم از کم توں کی توں تو سوا کی لی ہے عنون میں
اگھرے کوئی نہ تھا ذال یہ اس فہ۔"
اس رسارک پر حون تملانہما۔ باخہ میں پھر اتنے
کام ہیلا اس نے دلکی کے تختے پڑلے
دھیسا تیر کی طرح سیدھا ہو گیا ہے جو سلے کمان کی
طرح شیر چاہا۔ لندن سارے بیہد اتنے گوزار اچھی
ڈلس دے۔"
وہ فون پر اتنی بلند آواز میں بلت کرتی تھیں کہ
انہیں بھی سوائے اپنی آواز کے اور کچھ سنائی نہ دستا تھا
اس لے عنون کے لئے کاپتہ نہ چلی سکا۔ وہ سرے
ریپورٹر کان سے لگانے کے بعد وہ گردن الحما کے
آنکھیں سکوڑ کر فھائمیں بجائے کسے ڈھونڈتے ہوئے
باتیں کیا اکتی تھیں اس وجہ سے نزدیک کھڑے ہوتے
پر نظر بھی نہیں۔ اور وہ آزادانہ اپنی رائے کاظمیار کرتی
رہیں۔
بچن میں کھڑی پر اٹھے تلتی حصہ نے منزد اضافہ
کیا۔
"جسیں اب کوئی نظر نہ لگائے میں ہو کو اور الہ

گرتا تھا لیکن وہ خود ہی بھیک جیلا کر تھی جب اچانک
شادی سے پسلے والی اس کی نالوت بیدار آئیں کہ کیسے ہے ॥
کرو اس بجاوں بدلتے دیا کرتا تھا انگر کے کاموں سے سے
زور ادا نے مجھے کیجاوں کی تھا کہ اب وہ خامزدہ موار
وچکا تھا۔

”ئسے“ اسی کہ رعنی ہیں چاچی کو لات ہوئے راہی
میرا ایک لکو قیسہ بنالا میں اور دھونی کے پاس بھائی کے
پکھ کپڑے ہیں وہ بھی لائے ہیں۔“

”یہ کام چلے بھی ای کیا ترقی تھیں،“ بھی سپری
گوشت لائے کا۔ ہن دھونی سے کپڑے میں آفس
سے راہی۔ ایسا توں گا۔ صحیح اتنے سارے بکم
مت گنوایا تو شیش ہوتی ہے۔“

”ٹیشن؟“ زور ادا نے جبستہ دہرا دا۔
”اور اسی دھونوب میں پہلی بار ہر جا کے ای کا تولڈہ
پر پڑیا ہو گو، ان کی طبیعت خراب ہونے کی شیش
میں بروکی آپ کو؟“

اس کے سوال پر عون کے نالی کی گردھاٹے با تھذرا
ست ہوئے۔

”لے آتا ہوں بھی۔“

”ریکمین ہے،“ سلیکی بات اور تھی۔ اسی کی سخت
بھی اچھی۔“

”گھاٹے لے آتا ہوں۔“

وہ سلیکہ ٹینک سے چالی انھما کر کرستے تھا۔ ایسا
ٹینس تھا کہ وہ بالکل اسی سبے تحریک پا غیر فرمودا رہا۔ انکو تا
اور الڈا ہونے کی وجہ سے اسے کسی نئے اس کی عمر کے
گناہ سے پر ھی زندگی رکھنے والا اس کا حسار دلانے کی کوشش
بھی نہ کی تھی۔ نیجتتا داد کو کچھ چکھ لاروا ساہو و تاچا گلی۔
اس کی پاروسی سب کو چھپتے تھے۔ سباراون، ٹرداخ، ہو جائے
اسے نوکرنے سے ٹھپراتے تھے۔ سباراون، ٹرداخ، ہو جائے
گر زارا کو یہ ڈرہ تھا۔ اس نے ہن چھاؤ میں اب تک
عون کا صرف پارہی دیکھا تھا۔ اور اسے اس بات کا
زغم بھی، بہت تھا۔ بڑے مان کے ساتھ وہ اس سے
سب کچھ منوالا کرکی تھی۔ خاص بات تو یہ تھی کہ اس
نے اس خیشیت کا بکم بنا جائز نہ کیا۔ اسی تھا اور اک

حتم۔ ایک دت بھی اس کی شرط لایتی کرتے ہوئے
وہ بڑے من سے انداز میں گوری تھی ملک عون کو آج
پہلی پاراں کے سڑک امدادیں میں پہنچ چڑیوں کی
چین پھن اور نازک لبوں سے پھونٹی سروں کی
جلت نکل رہا ہے۔ ایسا لئے گیت کے ان بولوں میں
ایک خلیع سماجی عکس ہوا۔

”تیرے با جرے عدی را کھی۔“
ابیاں نہیں کہے۔“

”اس تدریس کی اتنا واضح اذکار۔“ اور یہ دفعہ
بھول گیا کہ نہ اس کی کوئی با جرے کی فعل پک کے تiar
تھی اور نہ یہ اس کی رکھوں کی ضرورت تھی جو
زار اکے مقاہیت اتنا رہے وہ اتنا لبرداشت ہو رہا ہے۔
”میا کون سا ضوری کام ہے جو تم میرا کام ہیں
پشت زلزلہ رہی ہو۔“

بالا راں ہی پس کے منے نکل گیا۔
زار اچونک میں طلت کے تقبے اسے دیکھا۔
”یہ میں آپ ہی کی شرط تو پرس کر رہی ہوں۔
اب آپ بھی انہوں جائیں آئھوں کر رہے ہیں۔“

”میرا آنس دس بجے لگائے۔ تسلیمے آنسے
سلیم فوجے سک نہیں تھا کرتا تھا۔ ساڑھے نو
تک گھر سے رواں گی۔ اب تم ہو کر ترکے ہی گھر سے
کان لک کی تکریں ہوتی ہو۔“ وہ کھلی سے بولا۔

”کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ میرا مانع خراب بے کیا
دوں بجے کی افس نامنگ ہونے کے باوجود میں
آپ کو تو انہوں بچے دیں۔ تھیوں گی۔ آپ زادو کہہ چیز کو
زدیں اور زر تکل کے اسکول تک لے جائیے ان کی
کاس پھرپنے کل داڑکی میں لکھ کر اٹھیں بیا رہے۔
بانٹے یا سناہے ہے پاچاٹی سے کہیں تو انہوں نے
اصل مٹا جانے بنیز ایچیوں کی شہمت لے لئی
تکہ کوئی ضوری آئیں کہ کاس پھرپنے کوئی
کامات ہاگا لے کے لئے ہی بلوایا ہو۔ زر آپ لے
پاٹیں ہاں اور یہ لیں شرط جلدی سے تیار ہو کے
آباں ہماں ایں ہماپی کو آوارو ہیں،“ وہ۔

نکا جس کی رہشت ای ہجین کو سرپہ بیر کوکے بھائی
پہ بجور گرنے کے لیے کلیں ہیں۔
مارے دادی! پہکی مخلوا کے کیا مجھے نوکری سے
نکلوانہے؟

اس نے اپنا ایامٹ اور چالیاں اٹھائیں لور تیزی
سے باہر کل گیا۔

آن اس نے زار اکیلہ کیسٹر تم کی محبتیا بخت سے
بھپور آمیت کے خلافی پہلا احتجاج کیا تھا۔

اس کا خیال تھا، تجھ کھرا بیسی سے منتظر کھو اور ہو گا۔

لہ سب لوگ روز کی طرح زارا کو گھر سے میں لے کر
شیش بیٹھے ہوں گے۔ وہ اندر اپنے گھرے میں کہیں

بیٹھی ہوں گے پھر اسے گھر ایسا ہے، وہ حسب معمول سر

شام ہی اب تھے میں عفیل تجھ کی تھی و گھر جاتی
بمع شکل کے بیچ آتی ہیں۔

لوازیات پر میں میں دھڑے تھے زارا بیوی کے
خخت پہ ناٹھی لہلہ پارے بیٹھی تھی، زراثا اس کے

کہنے کے سے لکی ہوئی تھی جبکہ بامیں جب تب زرمهہ
نے اس کی گوریں سر نکال کا تھا۔

سانتے رکھے دیوان پر جاتی اور اسی شیر و شکری
کی اہم ضرورتی پھر کر رہی تھیں۔

اپنی تقدیت کے بر عکس ماہول دیکھ کر اسے بیوی
ہوئی۔

"زارا پہ آکیا۔ دے عون طبیعت خراب مراب
تمی توکی ضرورت تھا افس جانے کا۔ گھرہ آرام درام
کرنا ملکیں بازیز آج کل کا تھا۔"

"نی چپ کروں پھانے خل۔" دلہی کو لاٹپار کا
یہ غیر ضروری مظاہر دینہ آیا۔

"آتے ہی اسے جن پھماڑیں کے بیٹھنی بسزرا
دم تو لینے رہنے کو۔"

چاتی کی گرفت سے نکلتے ہوئے اس نے کن
اکھیوں سے پڑھ لیا چاہا۔ زارا تھت سے فتح تھی۔

وہ جس کیلیں کریٹھ گیل

"بیایا تو تھا جب تم آئینے کے ساتھے کھنی بل
ہاتھے ہوئے دعوم پچارے دعوم گردی تھیں۔"
کیا۔"

"میں سے تو انکار نہیں کر سکتی ہو کہ کچھ نہ کچھ کو
رکھا تھا جلا گئے بغیر تھارے باقی حرکت میں

انتے ہیں؟ میں نے صاف ہایا تھا کہ رات سے میرا
پیٹ پکڑ کر رہے تھے میں بالا چاکا کا ناشت اول گاواری خوش

بگی چھڑی ساختھ کر جاؤں گے۔ تھے ساتھی میں
وہ گا۔ دھیان بھی تو نبھانے کمال ہوتا ہے۔"

"تو میں نے تو کوئی نہیں بناتے تھے، اسی لیے تیر
اچھا شیش جلدی سے پھری پڑھا تھا؛ توں۔"

"جسکے دیواری کا پالا شوھا چھوڑ کے اٹھ کھرا ہوا۔
وہ گیل" دو دیواری کے ساتھ پلے کی اتنا وقت شائع

اں کے ہر اندازے تھکنی واضح تھی۔

"زارا پچھے اتمہ جاتی تو سی کہ اس کی طبیعت نیک
دیں ہے۔ میں نے ض Gould میں اسے قید لینے اور

ہونی کیا پسجا۔ ایسا کون سا ضروری تھا۔"

لب اٹھیں انسوں، دو باتا اور عنان نے اس

اشوس میں مرید اضافہ کرنا چاہا۔

"میں نے تو یوں تردد ریا تھا جیسے ایک جنگی ہو۔
اور آج اگر یہ قیمتہ گایا تو جانے کیا ہو جائے گا۔"

"سم گھر میں نے۔" کوچھ انجھی جو جھریں زارا نے
مناک پیچھا ہی مراس نے مبن عذر دیا۔

"اور ہیں تم کے کام تھا کہ اسی سے پوچھ کر اسنوں
اپناماکا لارڈ فہمیں نہیں لائیں تھے۔ خلاں ہی کھالی۔

ہارابن لریک میں دہلی لے کر کھانے کا۔"

اس نے پہلے سے اٹھا نہیں اور لکھا۔

"ایسے ابے رو ہوتی رو ایساں نہ کھانا، اچا کر موس میں
اور گرم دلیاں تھا کہ اسی نیک رہنک اچھا تو یہ پہکی
اڑکن" لے سارے مور دفع دوڑو جائیں۔

لوہی نے اپنی دو اس کی پولی سے وہ دو دارچوڑاں

چیز برداشت نہیں کا۔ آپ کو اچھی طرح پتا ہی بے کہ
تمست کی نظر لئی پھر چاہے پھر جاس کے ساتھے میری
لے مثل بھوکی تھریں کیوں کر رہی ہیں آپ۔ اللہ
نقفرید سے پچائے۔ یہ شاخ رکے گتا خالی ہے

وہ جل بھن کے کلب ہو گیا۔

"واہ، ریپٹ میں میں جبارا۔ تائی بامدھ کے
قتاب کے تھرے پہ میوں سے شہر آزمائیں رہا اور
والہ وادی سمیت رہتی ہے یہ زار اکیلی ہے۔ مندر نیک اسی

کہ ریا تھا، اس نے میری آنکھوں پر چیز بندھ رکھی
ہے۔ اس کی محبت خدمت ترا ریا، فیضی میں
نظر آنا شروع ہو گئی تھیں۔ بغور عولٹا کے چرے کے
تاثرات کا عائد کیا، پھر جسہ رکھنے لگیں۔

"کیسی ماں سے ہے ہوش آتی عمر ہوئی عقل نہیں
آنے میں کوئی اختیار نہیں۔"

"اپ میں تے کیا کیا ہے اماں؟" وہ کچن سے جران
پر شان ٹکلیں۔

"ہوس کا پیٹ خراب ہے، مودا نہ رہے ہیں اور
ایک حالت میں لا کے رہنے سامنے رکھ دیے ہیں۔

"کوئی لیے وغیرہ نہ تھا۔"

"بیٹھ خراب سے تو مجھے کیوں نہیں بتایا؟" لہ کچن سے جران
اکھیں کھلیتے ہیں وہ دل بھکن کی جانب ٹھیں جرماں بار
اس کی وجہ سے میتھی عون کو ستارہ نہ کر سکی۔

"بیٹھ آپ کی پند کا ہشت۔ گرا گرم خست پرانے
آئیٹ اور یہ یعنی۔"

وہ رارو صونے کے سے انداز میں سامنے باقی باندھ
کر کھنی ہو گئی خراب ہون کے ریکھنے کا انداز تبدیل ہو
چکا تھا۔

"گزر زارا کو ہایا تھا میں میں تیا۔"

"یہ تو اپ کرے سے نہیں ہے۔ پرانے تو ایں کچن
میں بنا رہی تھیں، آئیٹ بھی انہوں نے بنایا، دگا۔

کھنی زارا کو کھنے کی کوشش نہیں بلکہ سارے
اکھیں کا مطلب ہے یہ مرف نہیں نہیں بلکہ سارے

گھر کو آندر نہ رہی ہے۔ جس مل جھے سے بام تکلا اکاری
اور را دی سے اپنی تھریں کو دیا ہے اسی طرح روزا دی

آئیٹ کے من پند نہیں سے دست بردار، دنائی
تھا۔

"مجھے مجھے کب؟" وہ پٹھا گئی۔

پند کا کتنا خیل ہو۔ جیسے اب اسی کو گری دیں لگ

یہ چھوٹیں ہیں یا پتیک جوڑنے والی لئی لور اس
نوبت میں سے کس تدریسائد اٹھ رہی ہے۔ رنگ
اگر موچیجے بلندی کا پورا اڈہ جھوک جیا ہو۔ چالیں ہیں تو
تھیں پولے سے اڑانا ہی بھول گئی ہوا اور گوشہ ایسے
پہنچنے والے رکھتے ہی اتار لیا ہو بالکل کچا۔
اس نے کسی تحریر کار سس اور گمراہ کوارنی

”الکی محبت نہ دیکھی نہ سنی۔ بے عزتی ہوئی زارا
کی روزنا انہیں آرہا ہے۔“

اسے اپنے نہ سکتے یہ روشنی دراپنند نہیں آتا۔

”مکب اپ (ویہوا؟)“
”ولے“ تک سے منگا اک بنا شہ

لے۔ بس ہو یہ اب اور بروزگشت مل
و تابجھ سے پچیس سال سے یہ زیادتیاں سر رائی
وں۔ لب میں خود بسوالی ہوں۔ ذرا ذرا سے پکوں
کے سامنے میرن۔ بے عزمی کر کے رکھ دینی ہیں تمہاری
اوی۔ کیا عزت رہ جائے گی ان کی نظریوں میں
پیر کے۔"

”آپ مگر نہ کریں تاکی! راوی اس سے زیادہ بے
زینتی بھی گرلیں، ہم تب بھی آپ کی عزت کریں گے
لکھ دے، بھی بھی یے عزتیں لے کریں گے، ہم مقابلے اتنا
زیادہ عزت دے کر حلب برایہ کر دیں گے، بے نظر
تین۔“

بزمینہ نے اپنے ابراز میں سلی و رٹا چاہی، جس کے پیچے میں اسے رادی کاٹنا تھا کہ سہارنا۔ وہ بیلا کامی۔

”زوہی کی دشمن“ میرے مقابلے پر آئے گی۔ ہل
کیلئے نہیں، ماں نے فوج تیار کر رکھی ہے ساس کے
لاپا لانے کے لیے۔ چار چار آنہوں کی فوج اور تو
لیوں نسے بھاری ہے؟“

اب انہوں نے توپ کا رخ حشہ کی جانب کیا جائی، جن کے شانوں پر باقی وہ مرے، ہونٹوں سے یاں کا گلکاس بیے زار ادا تھیں چب کرنے کی اپنی سی آوشش کر دی تھی۔

بسو کی اہم دریاں حاصل کرنے کے لیے کیسے بوکے
بھر بھر کے رو رہی ہے، تا میں نے کون تی لہنٹ

یہ چالوں میں یا پنک جوڑنے والی لئی اور اس
در بے میں سے کس تدریج سامنہ اٹھ رہی ہے۔ رنگ
کیروں اجنبیتے بلندی کا پورا اونڈہ جھوٹکے بیا ہو۔ چالوں میں تو
تھے چوڑے سے آرنا ہی بھول ٹھی بہار گوشت ایسے
ہے چوڑے سرکتے ہی امار لیا ہو باکل کچک۔

اُن کے لیے بڑی ہر سماں اور مریضہ مواری
اندازے طبقہ صارت سے ملیے۔

سیاہیں بیڑا عق - دادی نے پن بخواہ کو رروالی
تے انت خاتم کرنے تھیں۔

”سویرے بھی گھر سے بھوکا نکلا اور اب آتے ای
اس کے سامنے تکھا بے رکھ دے چیز جن زندگیوں کو
گھر کی تکریب ہوتے گھر کے مرویں لی پیدا“ ان کے بھی
پیش ہوتے ہیں۔ بس باشیں بخادر میں والہ ستمار کر
لے بستپے لٹک کر جیلی خیالی اور جسمہ اندیز پکائے کا
ات آئے تو بھائیوں کا لئے تیار کر کے رکھ دیا۔
”ون کو نہ صحت سی بڑی محسوسیں جملے۔

”یہ ہوئی پان بیات ”جیو میری راوی۔ آخر کمپ نے
بہت کر دیا کہ خون پیغم برخون ہوتا ہے۔ اس زاراںی کی
رب تھاڑ کے تپ نے اسے وارنک دے دیکھے
کہ لبیں جائے میں رہو، ”عون اکیلا نہیں ہے جو تم
اس پر حادی ہونے کے خواہ دیکھ رہی ہو۔“

"وستیوں کی سلسلے کمیں ہے میرا پوچھا جوئے تھی
لہاں کھائے گے۔ ایک تو پہلے ہی اس کا پیٹ محک
لبیں ہے۔ اس پر امنش اور گارالا کے اس کے

اٹھ رکھو روا ہے۔ تیرے پچھے ہوں گے جنات کی
ل سے۔ وہ دکار جاتے ہوں گے روزے پتھر گس
ل کے پکوان اپنے اپنے کو مکھیا کر۔ وہ نسل سے اسی
ہ گالا ہو، تو نکسے فو لا لٹکا ہے۔

”اے اللہ تیرا مکر ہے، میرے نانگوں کی جن جشی
میں اب ادی کورنو پتے کے لیے زار اکے اپاکی گرین
اہل بہے۔ آخر دہ بھی ان کے سر حمی ہیں، اکب بن کی
الاٹھ۔“

۱۔ نے ایک مہمن ہی سام خارج کی جو اُنے
۲۔ اُنے ملک میں پہنچ کر رہا تھا جب سسکیاں لینے کی

یہ کیا ہے؟“ گلے ہی منٹ ہمیں دفیر پر نکتے اپنے شرود سے بھرا گلاس اس کی نظر میں کے سامنے آیا تو اس نے ابو حیان اسکے سوال کیا۔ ”شربت اب بمار، خیم صادب سے بنوائے لائیں دوں۔ بعد دی کر انی اور راضیہ کی تخلیف کے لیے بڑا چھاہے۔“ زارانے بخیدگی سے جواب دیا۔ اب اس نے غور کیا کہ اس کے آتے ہی زارا کا چونچال پین رخصت کر رہی تھی۔“ انکے سے سسے والے غلط ش

”اُس بارہ عالم کو دیکھئے، آئندہ ایسی غلطی نہیں ہے۔“
”بُردا کا تھا اور وہ جو بڑے خوشنگوار مژوں میں سب کے
سامنے تھیں باقیں بھگد رہی تھیں۔ اب پاکانہ لیے
زرد شے اندازیں اس سے خالب تھیں۔“

"او، منہ والی بات پر غصہ کھلایا جا رہا ہے۔ دکھانے مuhan ہائٹے جاری ہو نہیں کا تھیں الی سے یہ جو عدالت دو اکڑیں بھی نہیں دولیں گے۔" سے شاہزادہ معافانہ شہزادی تھیں جلتی تھیں کہا؟"

بھوپالیں پریس میں ایک بھائی تھے جس کا نام احمد تھا۔ اس کے علاوہ ایک دوسری بھائی تھی جس کا نام امیر تھا۔ اس کے پارکر میں ایک بھائی تھا جس کا نام احمد تھا۔ اس کے پارکر میں ایک دوسری بھائی تھی جس کا نام امیر تھا۔

"اگر اب یعنی جیسے یہاں کے گاؤں کے چوہڑی
دیگروں، ان کی ہونمار صابریوں نے دلوی کی اصلی
کے لئے تشریخ کر کے
اسدا کا جعل کا حالتاں، سے میں کجا ہے کے لئے

مونگ کی پرانی پڑیں پا، رورپتیہ برس ملے۔ مونگ کی پرانی پڑیں پا، رورپتیہ برس ملے۔
”بھومنہ چورہری چودھریوں کی تو نور ای بیوی؟ دوئی
”مونگ کی پرانی کی چھوڑی تو شاید۔“
”غلظتی بونی۔ عطاں کو تجھے“
بے جیسے لندہ بکھے تمہارے دادا جی کی بونی کسی۔۔۔
اس کی بات کمل ہونے سے ملے ای زارا نے کرن ماجدہری سے ہو ”مشحتی“ ہے ”ریٹ۔“
حلہ سے موالا یا مگ۔ عزون نے غور کیا وہ مندرت کر اتنے میں زارا نہیں میں لکھنا لگا کے لے آئی۔ زر۔

بہت سی بھی مگر اس کا لمحہ ہر قسم کے تاثرات سے عاری
تمل۔ اس میں نہ آمد روئی تھی نہ شرمندگی نہ غصہ نہ
نارانشی۔

حقیقت سے تو وی رائف تھا کہ اس نے سرے سے اور گھروالوں کے سامنے اس پر رعب جھاٹنے کے زار سے انکی کوئی بات کی ہی نہیں تھی لیکن اسے لیے جو بمانہ بنا ہی میٹھا گھاٹے ہے جسے اب نہیں آتی تھا۔

ٹھاکے اروی ہے:
”تپ کی بائیں
کم نہیں ہوتیں۔“
فریاد کی۔

ٹھماکے اردوی ہے تجھے سرمیں؟“
”تپ کی بائیں، گئی امانت نہیزے یا بھالے سے
کم نہیں ہوتی۔“ انہوں نے سکیل روتھ ہوئے
فراہد کی۔

”خدا کا واسطہ ہے میرے لیکو تو اس عمر میں بخش
رس۔ گاؤ خلاصی کر دیں ان کی۔ مجھے جو سمجھی چاہے کہ
سماں کریں، ان کے تھے گوئیں تھیں۔ انہوں نے آخر
کارا کیا ہے آپ کا۔ آج سب کے سامنے ہیں۔
”

”اوہ کسی کی چیز کو روکنے مان تو تم ساری شوونی
کے پسے گزرنے تھی اور وہ بدوں کے لئے سائنس اپنی
کرمن (زم حسن) کو دیا کریں گی ہیں میں بھی جا کے اس کی
گفت پڑا کرتی کہ یہ لوگوں کی تربیت کی سے اب
تم سارے انبے کو بھی چھوٹے ہوں جس نے لڑکی کو سوار
کی تربیت کی تکمیل نہیں کھلائی۔“

”اتنے سالوں سے پاکارنی ہوں۔ کسی بھول چوک
وں مگر تو وہی۔ کیا میں جلن بوجھ کر لپٹنے پے کو خراب
کھانا کھا رکھیں؟ مل دیں تو نہیں تو نہیں۔“
”یہ کھانا آپ نے؟“ صدمے کے اڑے اس
سچاں والا بس کا

تو کیا تم بھی رائی کی طرح یہ سمجھتے ہو کہ میں نے پبلن بوجہ گر کشت نہیں گلایا، یا چاہیں نرم کرنے۔“
شہوں نے شکوہ کرنل نظروں سے بینے کوں لے جائے۔ و اندر کی اندر ملیں ہیں؛ وہ راتا۔

و د صورت حال تا پر میں لائے کی کلی تدبیر سوچ جوی
رہا تھا کہ زارانے سارے کچلے باری کی۔

"تپاں ہیں، آپ کے پورے میں ایسا سونے کی
گستاخی نہ کیسے ترکتے ہیں؟ یہ گوشت ہی نہیں تھاں

عند سفلی سے عی لک ریا جا کر سارا دن گزیں
پڑھائے رمقوت بھی گلشنہا نہیں اور ہم لوگوں کو لوئی
ہیں مچا جان کے گلکھٹر سے بیسے گئے عمدہ باستی
پاہلی بیانے کے جس کا وائد رامہ موئی کی طرح جدا ہوا
ہے اتفاق کی بات سے چاول کی یوری کلی خالی ہوئی

بے، ملے سے ایسے ہی چول ملتے ہیں، ناقص، دومنٹ
میں ہی طبوہ ہو جاتے ہیں۔ اس میں آپ کی کیا غلطی
بلیز مرست روئے۔

اور اس سے پہلے کہ دادی یا باپ اکی اس جانب پر اوری
پہ اپنالی میلا کر تھیں اس سے فرو اچھا کہیا۔
”دورو دادی بھی مرشد ہو، مٹس اکر لئے غصے سے

کچھ کہہ دیا۔ ان کی بات کیا پر امانت۔ انہیں آپ نے
غصہ تھوڑی ایسی تھا، فصلہ تو اس بات پر آرایہ ہو گکہ ان کا
پوتا باب کیا کھائے گا۔ آپ نے جانی تھیں وہ لکھتا پایا کہ مل
ہیں اپنے پوتے اور بیویوں سے۔

”عون“ عون نے زیریں سے نیا خطا بڑا۔
”جب کھاتا آپ نے بنا یا تھا تو اسے لائے کی کیا
ضورت تھی۔ اپنے تمہارے کے لیے۔“
آخری الفاظ اس نے زرادہ بٹھے میں کے جن کو
صرف زارا ہی سن سکی۔ اس نے ترپ کے عون کو
لکھو، کہاں نسلموں سے دیکھا اور وہاں سے اٹھا گئی۔

”ایک توڑے لا لائے تھارے آگے دھرے گئی
بھی یہ خڑے ۔ اسے اپنے لام کو دیکھ کر سبق
حاصل کو تمکا را بارا بھر لے لوئے تو تسلیکی، الیکٹریکی،
تھنچیں نہیں ہوئی اس کے لیے تانہ بولی پکنے کی بینی
سمختی۔ پھر سلیپ پکا کے اس موئی کھل کر لائے دیے
(بات پاٹ) میں ٹھوس کر کمی بولن آگے روک دیتی
ہے اور اس پیشہل کو رکھے ۔ یہ تو درستے آواندیتی ہے
میرے غلام نبی کو ”زندہ نہ کے بابا“ نہیں بولی، چارپا
ہے، فرنچ سے سان نہل کر گرم کر لوا اور کھلو
تھاری قست اچھی ہے جو خدمت کرنے والی جوڑ
می ہے۔ اسے بھی بخود جو کے تاراں کر دیا۔ چہ چہ
وچاری اب اندر نہیں ہو رے کون سا لیاں مجھے گاہری
تھے؟“

”آپ کی توکوئی بات بھی ہر کوئی ابھو کیے بغیر مکمل
نمیں ہوئی۔“

حسن عک اُن کے اُن کے نزدیک سے اٹھ لیں۔
اے ہے ۔۔۔ نئے کیا ضرورت ہے تمہاری
چوتھیں کر کے گی۔“

”اف“ حنے نے ماتھا پیٹ لیا۔ ”میں بھی کس کے سامنے اردو کی بیان بجا رہی ہوں۔“ ان کی نوک تجوہ کوک سے بے زار ہو کے علوان بھی پنے کر کے من چلا آیا۔

زارا بانو منشہ رکھے اب تک پر سید حیلی میں تھی۔ اس
لہ دامیں نائک پر رکھی یا میں نائک اخترداری کیفیت
سلسلہ علی تھوڑے عوں نے اسے متوجہ کرنے کی خاطر
روازہ خاتمے نہ رہے بند کیا۔ پھر رحیب سے اس کے
ابر آئیں۔ سارا ابرستبل کے رکھ گیا کنورہ لٹن سے مس
دوپک۔ اس نے فلی ولیم کے ساتھیوں کو وی آن کیا
کی انہیں میوزک پھیلی تھا۔ اس موسمیت سے بچتی
زارا کو کھی شایدی کی کوہو تکراں دنیا بیلت شور پر
یہ اس نے کوئی رد عمل ظاہر نہ کیا۔ تک آکے اس
نئی روی آف کیا اور رکھوت پرے پنجیک کے اسے
تھوڑے لگا۔

اس کے چہرے کا ایک برا حصہ تو باند نے ڈھانپ
لما تک ملکی سی آئینہ ملک کے کھنی سے اور تک
بھی تھی۔ درجہ اسٹول پائزروہ چکتا سرفی پاگل
ورا برا سالتو اس کے غمے کو ڈھونڈ لیں کرنے لگ۔
ب بھی اسیں لی پ اس کی نظر جاتی تھی، قل اے
و بنے کے لیے بے تاب ہو جاتا تھا۔ لب بھی ہمک
لے کی خدا کرنے لگ۔

”از امامے نیکو۔“ اسی نے اپنے قندهل کو پڑھا۔
ب اس کے ہاتھ اپنی کوئی نمودری نہیں رکھی۔ لے
ل نہیں ہٹتا کہ اس کے باز کا بھورا دلیں بھوڑی کمالا
تم دامیں گول کاؤ مہل اور گور نہیں پچھے بھی نہیں
کہ میں ہٹتا۔“

و ارادے باندھتے ہوئے خود کو مغلبیلہ کر رہا تھا کہ
نہ میں اس کی نظر اس کے توسعے نظر آتے

ساروں پر بڑی جو گلے ہو رہے تھے اُن نے غور کیا
آنسوں کی لکیر بھی جو گالوں سے ہوتا گردنا تک

نور ساخت سیسہ پالائی تھیں لیکن یک بیک ذہربو
بھر کیے میں جذب ہو رہی تھیں۔

”زارا؟“ نہ بے چین بیو اخلا کیا ہوا زارا؟“
یہ سوال کرتے ہوئے وہ قلہا ”بھول گیا کہ صبح سے
بیان بوجھ کر کس طرح اسے پہنلانے کی کوشش کر
تھا۔

”تم رورای ہو؟“ اس کا باندھرے ہناتے ہوئے
کے پوچھا جائے کہ مسلسل آئسو بمال آئھیں
لے سائے گھر۔

"خیلی پیاز بکٹ رہی ہوں۔" اس نے جس کر
لے۔ سچ سے منہ پھلانے پڑتے عوام کے چرپے پر
لراہٹ آئی۔

”سوری بیمار؟“
”کس بات کے لیے؟“ د سنبھل کے بینخے کے
سوال کر دی تھی نہیں من کر دیا گزرا دیا۔
”بولیے، کس بات کے لیے سوری؟“ اس نے
کمی کی پشت سے آنسو صرف کیے اور نظریں اس کے
بینخے کے ہوئے چڑے جاداں۔

"وو وو۔" اپنے منہ سے اپنی ہی سازش لور جھوٹ
عتراف کرنا خدا شکل تعاویں بھی اپنے آنسووں
بست و داس وقت میں اتری چار عین گیا۔ اس کی
ت نے اسے مد و ش کر کھا تھا اور ایسے میں پکو دیر
واں اپنے احتمالات اور خیالات کا انہمار کرنے
مطلوب تھا۔ نہیں تو پہ آپ کلماڑی ہارتا۔

”نہ تو میں بیٹھ خراب ہو گیا تھا میرا۔“
فی الحال دلائی کو خراب قرار رکھا ہی سب سے قاتل
ت بلکہ تھا اسی طرح جان چھڑا لی شی -
”بغیر علاج کے ٹھیک ہو گیا؟“ اس نے تینیں
لر سے اسے رکھا۔

"تم اسی تو میری ہو انہو۔" اگس نے زارا کی زانوں میں
نمٹا چاہی۔

”تمہاری صورت دیکھتے ہی سارا غصہ اڑ گیل۔“
”مگر معاف کیجئے گا، تب کا صورت میں، اسکو چاہیا۔“

نہیں ہے جو میرا غصہ اپارو کے
کس نے دنوں ہاتھوں سے اچھا خاصا رمکارے کر
کہا عالم نما سچا ہے کہ نہیں

اپل کھل گیا۔ بت دن میں اس دھوکے میں رہا
کہ اس نے گھری اور سیزی نہیں داریان میں سے سرسل
میں آ رہا تھا کہ اب بات کیے سمجھا لے
”غصیبوں والی ہے تمہاری دمین آج پہلی بار بڑھ
ہیا اور وادوہ سمیٹ لی۔“ پچھے پیش سالوں میں میں
روز تمساری پسند کا بخششہ بھاری ہوں ایک لفظ تعریف
کا بھی منہ سے نہیں پھوٹا تھا اور اس کے حصے کی دانت کل ایسے
کھلے۔“

کل راہی کے ساتھ ہونے والی تھی کاشاب سک
ان کے مراج پر تھد
”ایسی بات نہیں ہے ایس تو آپ کی تعریف ہی
کر رہا۔“
”میری؟ نہیں یہ خودوار، تم ناشت کی اور اسے
پہنچے والے بھول کی تعریف کر رہے تھے جو میرے
قطیعی نہیں ہیں۔“
”تھیج کیا تھا تمہاری بھائی۔“ وردہ نہیں گیا۔
”اور آپ کو نہ لانے کی کیا ضرورت تھی اگر
بنتہ اس نے تیار کیا تھا۔“
”تو آپ میرا سامنے آتا بھی پہنچنے لگا۔“ وہ ترخ کر
پوئی۔

”تب میری بھروسات کا لالہ مطلب نکل رہی ہیں۔
یہ احتما اصل ہے، آپ کھانا پکیں تو نے کر حاضر
اور اگر تن بھولے سے اس نے بھلی تو آپ انھل کدا
رہی ہیں۔“
”بیان ہم تو ساری گھر گایاں اور کوئے گونہ گونہ
کے کھلاتے رہے رہوں ہیں۔“ وہ پرہا ام۔ اتنی
تعریف کے بعد بھی ان کے چرے کی تھی میں کی روانی
میں ہوئی تھی بلکہ بتدریج تکھانہ ہی ہوا تھا۔
کل رات میں نے کماکر کے
رکھا اور راگ ہجومیں
ہے تمسارے پاس۔“

واری نے اپنے انہیں تصفیہ کرنا چاہا۔
”میں پرانا بھی نہیں بنایا امی! اور نہ لئے اونچے توں
نکھلے ہیں۔“
”ترخ ناشتہ میں نے نہیں، زار نے بنایا ہے۔“
تین قسم ہوئیں بروائش کر رہا ہے۔ مجھے دیکھ پیش سالوں سے
حستہ کالج پتا ہوا تھا۔

اپل کھل گیا۔ بت دن میں اس دھوکے میں رہا
ہیں۔ اس کا پھر کی کی طرح گھر کے ایک گونے سے
”سرے کوئے نک پھرنا گھنے اس کی مستعدی رکھ کر تا
تلہ اب پتہ چلا کہ کام سارے اب بھی ای اور وہ کہہ
نہیں کیا کر کریں ہیں جن کا سرایہ بہن چھاکی سے اپنے
سرانہ ہی تھیتے اور اس کے حصے کی دانت کل ایسے
کھلے۔“

”واہے کہتے ہیں بناشت۔“
اس نے کل کل کی بات کا ازالہ کرنا چاہا اور پہلا نظر
تو زندہ سے پہلے ہی تصدیق رہنا شروع کر دیا۔
”مر راجھا بھی سوچو دھنے تھے ہوئے ملا اس بھی سوچی
کے ایک۔“
”پہلے کچھ تو لو، تعریف بعد میں کر لے۔“ حیرت ہے
کھلے اپنے تھیں ان کے ذائقے بھی معلوم ہو گئے اور
وہ بھی ایک سے بہتے کے ایک۔“
حستہ کے لیے بھی محسوں کی بجا فرائض تھے۔

”چھٹے سے سہل ہی انداز ہو رہا ہے یہ ناشتہ دور
سے پکار پکار کے کہ رہا ہے کہ اسے بے حد محبت
کر دے والے اخنوں نے بھایا سے کھانا پکاٹے ہوئے
اگر منت کے ساتھ ساتھ محبت بھی شامل ہو جائے تو
کیا کہد۔“
”بیان ہم تو ساری گھر گایاں اور کوئے گونہ گونہ
کے کھلاتے رہے رہوں ہیں۔“ وہ پرہا ام۔ اتنی
تعریف کے بعد بھی ان کے چرے کی تھی میں کی روانی
میں ہوئی تھی بلکہ بتدریج تکھانہ ہی ہوا تھا۔
”زیریست۔“ اس نے پرانے کافر نہ منہ میں
رکھا اور راگ ہجومیں

”کل کی ہو گیا آج تو۔ اس سے پہلے اپنے اونچے
عمدہ پرانا بھی نہیں بنایا امی! اور نہ لئے اونچے توں
نکھلے ہیں۔“
”ترخ ناشتہ میں نے نہیں، زار نے بنایا ہے۔“
تین قسم ہوئیں بروائش کر رہا ہے۔ مجھے دیکھ پیش سالوں سے
حستہ کالج پتا ہوا تھا۔

اوڑ کہیں اتنی کرخت نہیں تھی تھی بھتی اس وقت
تھی۔
”آہستہ بولو۔“ اس نے عرب بھائیتے کی کوشش
کی۔ منذر کا یہ بھی تو کہنا تاکہ جس بیوی کی توازن شوہر
کے مقابلے میں بلند ہونے گئے تو بھجو، اس کی
راہب اتنی تاخم ہوئے جا رہی ہے۔

”کیوں آہستہ بولو؟ میں تو جا رہ کریں ہوں۔“
جلو گرنیاں بھی بھلا آہستہ بولتی ہیں مجھے جا دکھل کر کے
بوجے اپنے اپنی ٹھلٹیں نہیں دیں۔
”مرو عیار لکھ
لئے تو۔“

”بھولیں مر گم بدلتا ہو۔“
”یار آدمی غصہ تھا، اڑنیا!“ اب بات کو جانے بھی
”د۔“

”کے چانے دل؟ سب کے سامنے سیرا تاشا
ہنسنے کی بوری بوری کوشش کی اپ نے۔“
”لگو، بیانو۔“ اس کا غصہ پھر عورت کرنے لگا۔

”ویسے بھی غلطی تھا اب تھا ایک خالی
بے میں اسے برا جوڑ دیوں کے دل پر میں۔
”بھتی یا ہے خود کو۔ ایک تو زبان پلاڑا اپر سے
شوے بمانا۔“

”تماری اتنی جرات اتنی گستاخ۔“
ایک پار پھر اس کے دوہیا میڈل باند کا بھر اتی
بھروسی کا ختم کو رخسار کا ڈیپل سب زہر نکلے گئے۔

”دزارو قطار درہی تھی لیکن اب اسی کے آنسو
صرف یکے گر رہے تھے“ عنان کے دل پر میں۔

”بھتی یا ہے خود کو۔ ایک تو زبان پلاڑا اپر سے
شوے بمانا۔“

”کے چانے دل؟ سب کے سامنے سیرا تاشا
ہنسنے کی بوری بوری کوشش کی اپ نے۔“
”لگو، بیانو۔“ اس کا غصہ پھر عورت کرنے لگا۔

”ویسے بھی غلطی تھا اب تھا ایک خالی
بے میں اسے برا جوڑ دیوں کے دل پر میں۔
”بھتی یا ہے خود کو۔ ایک تو زبان پلاڑا اپر سے
شوے بمانا۔“

”دیکھا دیکھا پھر اتے آئے آپ بے بندیا اڑاٹ
چو۔ توہ بھوت بولتے ہوئے آپ کو وہ بھی نہیں
لکھ دیں ہرگز مانے۔ تاریخ میں کے آئے منج اپنی
طبیعت کی خریل کے متعلق کسی قسم کی کوئی بلتی
نہیں۔ اگر میری غلطی ہو تو میں کھلے سے ٹکیم کر لیتے
لیکن میں نے کچھ کیا ہی نہیں۔ آپ خواہ دادھنے
سب کے سامنے بیجا دکھانا چھوڑ رہے تھے غلام اپناتہ برت کرنا
چاہ رہے تھے۔“

”ہاں کرنا چاہ رہا تھا تکر رہ نہیں سکا۔ پھر دنہاں
بات کا ہے؟“ میں آسکن تلیم کر بھین۔

”سب کو سمجھی میں کر رکھا ہے۔ میں تو کوئی سنپے
تاریخ میں چلو گئی۔“

”کیا ہے؟ آپ نے مجھے جلو گرل کیا؟“ وہ حلی پھاڑ
کے چاہی۔

”ترخ نے اپنے اپنے فریب ہائے کیے
عون کو اس سے قبل گھن چھو کے دو رین اس کی

طبعیت کسی ہے؟ ان سب کی خبر رکھنے کے لیے اس
بیر آدمے میں، چونکی اردنی کرنی رہتی ہوں پھر میری علولت
تو شپڑی۔ بھی شہزادہ تھر کے دادی سے یہ محنت جتناں
اور اسی چھ میئنے کی آئی ہوئی کی عاالت بھی ہو گئی۔
یہ ٹکوں سے وہ سر جھنا باغل میں کر رہی تھیں۔

وہ اپنے بچے سے بے تابیاں چھلکانے کی اور
کشیدگی کے تکمیل کے شدید اغتشاخی

”نمیں، من سے جانے کس بات پر انواعی سکھوائیں
لیے کر رے میں پڑی ہے۔“

”یہ کون سی دوائی ہے لی جس سے بور کیں گی ہے
زار ائے؟“ وادی سب بخوبی کرچی نکر میں پڑھ کر۔
”اڑ ہوں لامبی دوائی نہیں ہے۔ میں تو کہہ رہی
ہوں کہ۔“ انسوں نے فوج ہونے والے انداز میں سر
جنگنا۔

”کیمینس گاڑی و پکن میں نہیں، ورنہ میں تو پریشان ہو گیا تھا۔ آج گرفتگی کی وجہ سے اس قدر رہے راستے خدا کی سچا را بکار کیسی اتنی گرفتگی میں زدارا چکن میں کھا بات کاری ہے۔“

وہ یہ کہتے ہوئے کمرے کی جگہ بوجھا اور دست
خراں پر شکن کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔
”اٹھ کی شان“ کیا اس سے پہلے ہمارے گھر میں
گرمیوں میں کھانا نہیں بنا۔ کیا اس سے پہلے گرمیوں
کی وجہ سے میں ماں کو اے سی کے آگے بخا کے یہ
وطلیں سے سارے خالدان کا کھانا تارا ہے جو ان
کی بات کرمیا۔“

”اُنی۔ زبانہ خوب اپے بھیں۔“
و گھمہ خجالت کب پیچے اتریں اور حسنہ کے شانے
ہاتھر رکھتے ہوئے بہر دل جاتے تھیں۔
”قامت نہ کے اپے بھیا۔“

”کیوں؟ تیرا ملایا اور اس کا باہم کشھے ہی لا ہو رہا بلہ
نہ دو لے بھی کیا؟“
ان پیش گئے سوال پر دارکن نے جمل کر سوچی کیا۔
”میں قرا عون سے بوجھیوں رات کے کھانے میں

کا درود بیک توڑنے کے لیے سیاں چائیں چنتا ہوں
گی۔ اسے مظلوم ہاتھے کی جائے غاصب ثابت کرنا ہو
گلک ”
اس نے آفس کام سارا برفت اسی سازش کی بہت میں
کرا را۔

گزاری از ایران

کمر میں داخل ہوتے ہی وورلاؤں کی طرح چلانے
کیا بکری اندر بعد میں آیا پہلے اس کی آواز اندر آئی

گھر سے میں اندر ہڑا کیے لئے زارے نے جھٹ کروٹ
کرل کر آکھیں موندیں۔ نیچے سے کسی سے بات
کرنے کو تھی نہیں چاہرے اقا خصوصاً ہم لوگوں سے تو پیر کر
میں۔ مجبب چچی اور روکھیں طبیعت ہو رہی تھیں۔

”میرا! بھی کہاں ہو تم؟“
”منڈلی! ساہ لے“ دادی نے نوکا۔
”آتے ہی خوب پڑھا بدل دیا۔ کیا مصیبت آن

”گرے وادیِ امیت سی مہبیت دراصل گھر
انتہی سب سے پلے اپنی کی صورت دیکھ کی عادت
کیوں نہ تھریں آئی تو مجتب سالگ بنا
کیوں نہ گئی ہے۔ آج نہ تھریں آئی تو مجتب سالگ بنا۔“

اس نے سینہ ملتے ہوئے کسی پرانے قسمی ہمروکی
لہٰذا ان لگائی جھاڑتے۔
وابی کو دھکا سانگ۔

"اور میں جو اتنے برسوں سے یہاں پر آمدے تھے
نہ ڈالے بیٹھی ہوں۔ کراکے کا جائزہ ہوا ماس
لکھا مانی کریں، کمرست میں نہیں بیٹھتی لیکر تیرے
اسے جانے کی خوبی ہے۔ کب تو کمرست نکلا؟" یہاں کھاکے
اہم بڑھ سے تو چھتری بیس ہے یا سکن؟ دھونپ ہے تو
کہاں کوئی پسی یا نسیں بیٹھتے تو جرایں بیکٹ پہنچے
لئے کب تو کمرودا بیس آیا، کھاکہ گرم ہے یا نہیں؟"

ساتھی۔ زارا نے تو آج ایک بنتہ ہی بنایا ہے، میرا راج پاٹ توبک کامیوں سے بُل گیا۔ آج بیٹے کے پس سے ایک لفظ کیا تعریف کام لیا یہوی کے لیے بچھ مر جسٹن لگ گئیں۔ میرے بھی تو کس حل سے بیوں کو بیوں کے آئے وصولاً تادیج رہی، ہل ہل براکر ہذا! مل بڑکر شکر کر بچھے، بودھی نہیں بلی، جیسی تو خود بہے ایک بجلی اپنی اس کے بارے میں مل سیا کہ کام کے تھے، کام کے تھے، کام کے تھے۔

رسے کے پے پہنچو جو ماوری سرداری اپنی اولاد و
تمارا بینا اگد تو را بے کہ اسے پہاڑی شیش یہ بنتے بنایا
کس نے ”
ان کی باتی ساری باتیں مل جائے والی سی گز
آخری بات پر حسن کو بھی اپنی جلد بازی اور بے
امتاری پر الموس اول انسوں نے دل ہی دل میں لختہ
کاٹکر اپنا لکھ رکھا اسی طبقے اپنے کرے میں جلی
سمی تھی اور یہ ساری ٹکنکوں نئیں پائیں وہ روندہ کیا
سوچتی۔ اب اصل ڈرانس اپنی ساری سے تھاکر کیں
وہ اس بات کو نمک منج لگ کر زارا کامل ہن کی جانب
سے کھنانے کر دیں۔

وہ پیش پرست و بودن اپنے مکان سے ملے۔ میر جیدت یہ
لڑکا کریم ہے جیسا ہے۔ تینی ملٹی باٹاؤں کا برہان کر انگریز کمانہ
پہنچا چکا ہے تو پھر میں تو ساری عمر یہو کی ہی رہتی
گم بڑا شیخ راجہ۔ ”
”اگر کسی کا گھر اونچا ہے تو اس کا پھر بھی اونچا ہے۔“

بچید، عمر یا ریسے واڑی۔
وہ سستہ مولن کے ساتھ گمراہ نہ کل گیل
* * *

سچ نہ استے غیر متون طور پر زندگی نہ اسے اس
لئے دوڑتے آسے پھر سوچنے پر مجور کر دیا۔
”زارا کے سر پر یعنی ہے کی وجہ ہی یہ ہے کہ اسے
سب کی شہریتی ہوئی ہے جب سے میں نے آنکھ
کھوٹا ہے خود کو اسی ”قیمی کی یو“ والے داخل میں لیا
ہے سب کا انکو اس کا لذتزا سب کا لدار اب ہیں کے
رہنا آسان یکم نہیں۔ رہ کر کو ہزاروں اوقات و بہت
ہو جاتی ہیں۔ اس کی انواع اس کا خیل کو سوچا تھا یہو اس

میں ہے کیا جاتا ہیں، کیسے میرے مل پر چھری جس میں جب بیوی کی پسند پر تھے کہ میں کو اُڑ رہا جا رہا تھا کہ نہ لپکنے کا اور دل کے بیٹے کیسے ڈنڈے کے نہ رہا میں کی خدمت کرتے تھے۔

”شگر اے لند کا،“ بڑی کوئی بیٹا نہیں اور اب ام کو کوئی افسوس پھرس بھی نہیں ہوئی جب بیٹے کی اولاد کو تمہارا طرف روئے تھے۔

✿ ♦ ♦ ♦

چند دن اسی طرح گزدے۔ عنون کی بھی بدوش رہی۔ اکیلے میں وہ آگزو خان بن کر خواجہ زاد کو سانے کی ہاتھ کو شیشیں کرتا تھا اور سب کے سامنے جو نہ کام بنا کر کابت کرتا اے، ”تمہارا بابر (رس)“ نے تو پوری پیشہ بجا دیا اے۔

ایک عنون تھا جو اچھا بھلا دوستانہ مرح رکھنے والا شہر ہوتے ہوئے اب ایک دہڑی سے اڑا براں اگ را تھا اب اسے زاد کی ہراتا پر اختراف ہوتا۔ اس کے نکالے گئے کپڑے وہ نکواری سے مسترد کر کے انی سرفی سے اوت پناہ لباس لکھتا۔ اس کے ہاتھ اگی نئی چائے تک میں لفڑی لٹاتا۔ وہ بہر گھونٹے کے لیے کھنچتی تو دس باتیں سناتا جاتا۔ لگکے آج ٹکل اسے رلت کے کھانے کے بعد تھی مکھن، بوا کرن۔ مل جاتا تھا کہ تانہ ہوا میں چل لدی کرے کوئی ذریں نہیں۔ اس خواص کا ظمار ایک ہی بڑا اس سے کیا تو کیسے ٹوپر آئیں اندراز میں تاؤ کے رکھ دیا تھا۔

”ادفات میں رہو بی بی ایچ پچھلے میں میں اخنانے والا باب۔“

اور بھر اسی مل جا کر دوبارہ فرماش کرنا تو درکندر اس نے غائب تک کرنے کی رحمت میں کی۔

بنی کھروالوں کے رویے میں بھی نامعلوم ہی

”وے زاد۔ ایسا بھولا صورت صورت،“ کیسا میٹا لبنا اور کرتوت خو،“ ام تو سمجھا تھا زاد بوت اچھا اے۔

”بڑی دل نہیں سے وکھا! بڑے میرے نفیب ہیں۔ ساری عمر ساہ کی رو رجھاری زین کے وار سنتے گزاروں ان کو مک پنچانے کے لیے تھے تھے بیانی بھی آئیں۔ میں اس پھٹ پٹانے کے لیے تھے تھے۔ میں نے طبیعتیں میں عمد کر رکھا تھا کہ میں اپنی سوچوں میں نیز بھروسیں کی اور تم توہاں: میں نے ایسا ہی کیا لیکن مرف میرے بخت سے کیا ہوتا ہے۔ تلا دنوں ہاتھوں سے بھتی ہے۔“

”خو، تم تیل کابت کرتا اے،“ تمہارا بابر (رس) نے تو

”نہیں و کمہ! میں اب بھی کھوں گی کہ زاد بڑی

”میں کلی بھو بھی بھکی نہیں،“ ہولی بڑے دہ بیٹے اوتے ہیں جو اپنی پوچھوں کو سرخی ساکے ماں کو کوئے

”اہت کیل کٹے ون۔ زاد بار ارب اور جن کھاولی گی ہے۔“

”بنی جمال اتنی چھوٹ مل جائے وباں پیر و لگھی ہی

”ہاتھے ہیں۔ عنون کی تو مستعاری مگنی ہے جوئے کس پر ہاگا کیا ہے۔“

”لکوں کی سات نسلوں میں ایسا زدن مرید ہیں پیدا ہوا ہو گ۔ وہ اپنے اندھے بلکہ اندر حادھنہ

”قی میں زاد کو اس احسان برتری میں بخارا ہے کہ اسی سب پھوٹے اے۔“

”ہونا اڑ نہیں ہونا چاہے اور دکھا۔ کوئی بھی اڑکن جب

”سرال آٹلی ہے تو شے تھریں قدم جملے کے لیے اسکے لہر ملز مل پناہی ہے، جس میں سب سے کامیاب،

”از لور دیا مل محبت خدمت اور الماعت کا ہے۔“

”ارائے بھی تو دسری بھلی لڑکیں کی طرح کی راہ،“

”مال تھیں عنون کی حد سے بڑھی ہوئی می خصوصی

”لے اے یہ احسان رلا یا کہ یہ راست کتنا بالا اور مشکل“

”وے غانہ خراب۔“ وکھنے حصہ کی زبانی

کیا کیا جائے؟“ تو نظر اداز کرتے ہوئے اٹھیں۔

”یہ کون سا وقت ہے آرام کا؟“ اندر عنون ”زادا سے کہہ رہا تھا۔“ اسی بچن میں الیں کام کر رہی ہیں اور تم آرام فرمائی تو۔

”اس وقت کوئی کام نہیں تھا اس لیے آکے لیت ہی۔“

”رلت کا کھاتا تار کرنا ہو گا تھی جلوں اگ۔“

کرنے کو تمہاری اڑاں کی مغلی دیتا ہے، بھی ضروری تھا۔

”میا یہ ضروری ہے کہ کسی کا بکر کے لیے ہی تھیں باہر لکھا تو گاربی کا وقت آپنے کرے میں کزاندی۔“

سب کے درمیں مل بختی سے کیا پہیزے ہیں؟“

”وہ اس ہاؤج کی تخت چینی سے تک آکا شد بیٹھی۔“

”آج سے پلے کہ تپ لے بخت کرے میں اسکراہت جلتی پر تیل کا

کام کر گئی۔ حصہ سے مزدروں کھرانہ رہا گیل۔“

”جب مل کر لوک کیا پکنا ہے تو بخت ہتا جاؤ۔“

ان کے نکتے ہی عنون کا چوپڑہ سے تھرپڑا ہو گیل۔

”بتابے بھر گوشت میں کیا ہاں؟“

”دھما۔“

”پتہ نہیں۔“ وہ بے زار بھجے میں کھی بسترے نکل کر چل پہن رہی تھی۔

”نجاری ہوں میں۔“ اسی خالی کرے میں دھماں

”جی؟“ وہ حیران رہ گئی۔

”اور اگر پہنچا نہیں آتا تو پھر لذیڈاں لو۔“ وہ اندر پلے ای اندر آکیں۔

”بیٹا! بھر کی بزی پنی ہوئی ہے تھوڑی سی والی چڑھاوی سے ساتھی میں ہتا ہو۔ کیا پکا دیں؟“

”زادا! اسی کھاؤ گئی؟“ عنون کا ٹھوڑا بھر جائے کیا تھا۔

”اے پتہ نہیں تھا کہ اب رفتہ رفتہ سب کے بد لے کے دن آ رہے ہیں۔“

”وہ تو سب کچھ تھا کیا ہے۔“ میں اس گھر کے

بیل لوگ کھاتے ہیں۔ ملے تو تمہارا بہت تمہاری ہی

پسند زریں ہوئی ہے۔ ایک دن ہو چکا تھا، واٹک دن

وہ بھی تھی۔“

”تو تپ اٹکے دن رہی جیز پکاتی کیوں ہیں۔ کوئی جیز

ستیاہیں، میرے دل پئے سے کہنے سرنی
صفت کی ہے۔ اس رنگ کی سرفی تو وہ پہلو لگاتی ہے،
بالائے۔

وادی اپنا سفید کافل کا دبپشہ ہاتھ میں لے چاہری
تھیں۔

”یہ پاٹ ایک کامیں نالے کا نشان ہے۔“ دن
نے ان کی شفط تھی دو رکھ۔

”اس دن خالہ مرکے گمراپ پیکی روپشے لے کر گئی
تھیں اور میں منج کر رہی تھی کہ فالے پاٹے میں لے کر
نہ کہاںیں اس کا دروغ نہیں جاتا۔ گمراپ نہ مانیں
بہت حوا گرفتار ہیں ہوا۔“

”دبپشے بے، تمہارا دل نہیں جو صفت نہیں ہو گئی
اچھی طرح دعویٰ ہو تو مقصت ہی نہیں صفا چھٹ ہوتا
گمراپ نہیں کہ بترنے والے گن کمل۔ آنکھیں
زنانوں کو تو میشوں کا سارا ہے تو ہمیں اس پرے
بیٹ والی مشین میں سارے کپڑے ڈال کے جھاگ
والا سرف بچنکد کر شر شر چاہتی ہے۔ ہماری
ہست ریکھو گمراپ کا بنا کالا صباں پکڑا رکھ مڑ کے گھنے
میں جھاگ بناتے تھے پھر ہندو سے وہ کوناں کو ناک
نہ دار ہتا۔“

”نہ پڑا۔“ حسنے لئے ردا۔

”خواہ اتو کوچ (کچ) بھی میں آتی کہ ام کیا
چنے۔“ وکھانا مسلسلے لے کر بخی اترے۔

”وہ سل پیٹے ام اسی موقع پر اوہر گیا تھا تو سلاہ کپڑا
پن کے گیا تھا، سفید رنگ کا اگرے پھوپھو والا اور
سارا زور سیر بھی اتار گیا تھا۔ سرفی پوڑ بھی نہیں
لگی اور گرا تو باجی کا ساس سمجھ سلامت بیجا بائیں اور
اس کا بھائی گورا رہا تھا۔ ام کو دیکھ کر بار بار تو کارہاڑا
کہ تم زیور سیر کوئی نہیں پہنتا۔ اچھے رنگ کی پیڑا
کیل نہیں پہنتا۔ پچھلی بار ام اچھا ساموت پہنچی
میرون سرفی لگایا۔ ہمارے پیشی چوڑیاں ڈال کر کیا
ماڑا تو سارا لوگ روشنی تھی۔ سب نارے کو ایسا ہیا
مکھوار کہ بس۔ باجی بھی بوت خفا ہوں۔ اب ام کیا
کرے گیا پہنچے۔“

”تھکاٹ کر رہی تھی۔“

”یہ آنکھ کو گردہ گھرے نہیں جاتا اور مندر کے پاس
جا کے اپنی کار کو دیکھیا کرنے کے بعد اس آنکھ پر
لہذا کہ اب تک تو ضرور وادی یا ایسی میں سے کوئی ایک
مل کے باشون مجبور ہو کے زار اکی محفلی کر چکا ہو گا۔
اپنے امیدے میں گزر رہے تھے، مختصر عقاوک دلوی
اس کے لفاضیں کرتی تھیں۔ چیزیں اسی دو سالی دو سالی
کی ساس کے قبوش آئے۔ سارا دم ثم نکل جائے
کہ پھر اسے میخی میں کر کھاتا آسمان ہو گا۔

• • •

”میں دن بھی کی ہوا۔ سب گمراپ ایں کائنات کے
اپنے جانے کا پروگرام بن رہا تھا اور پروگرام سال میں
ایک بار تو ضرور ہتا۔ یوں نکری مست کی ساس کو بس تر مگر
تجانے کی سامانہ پکاری گئی۔ ہر سال دو ایک مرتبہ
ایسی ملیل ضرور ہوتی کہ سب دو روزوکر کے رشتے
اوروں کو اخلاق دے دی جائی۔ ایک بار تو نگت کے
سرپریز بھی گھوٹے تھے بغیر کہ اس کی اس حرمت دو تلاوا
کے درجاتی تھیں۔ کام میں اس کاں لئے کامیں کیں
سلسلہ جبی موقوف تھا۔ و کہہ کامے کا گھوٹ پکائے
تھا خصوصاً کہ اس کا کام تو سب سے شوار لئے تھا ان
کل۔ گری بھی اس سے سلے بھی اتنی نہیں کیں گی
اب تو ذرا ہمیشہ بتاؤں بیٹھنے لے لے۔ بس کی طلباً
کرتی کی خوبیوں اس کے خوابیں پر سوار ہونے لگتی
اور اس سے کچھ کھا جاتا۔

”جس سے لے کر شام سازھے چھپے کے ہک پی میں
رہتا ہیں عون کے آنے کے بعد لڑ بڑو جاتی۔ وہ کلم
نہ کوئی سینلا نقو کتا یا اس کی سستی اور آرائی ٹلکا
لے لے۔ اس کے کیے ہوئے کامولیتہ نکتہ چند کر رہا۔“
بدو جواب دیتی ہوں اچھی خاصیتی کے بعد دکھر
جسے سے چلتے۔ نکر اس کا پھیٹک ضروری نہ
ہستیں۔ یہ صورت جعل سے اور غمکن گر رہی
تھی۔ حلا کمک دندرہ ”ہربات کو بیل سے لگاتے ولیا
لیں ہیں اور وادی کے پاس۔ خوار جو رنگ میں بگ
ڈالنے کے لیے باہر نکلیں تو۔“

”گھر سے آنکھی رشتے بھاٹا آتھا۔ جانی تھی
کہ دس لوگوں میں کامیابی سے رشتے کا گز کیے ہے کہ
کسی بھی ہمکار گزرنے والی بات کو سہ لیا جائے۔“

”آرائم کر رہی ہیں۔“ میں کی خند میں خلیل پڑتے کام۔“

”جس ل تو اس کا حل میں رہا تھا جیسے کوئی آنکھ تھا
جو ذرا سی نہیں پہ پھوٹ رہتا۔ اس قدر حسیں ہوئی
تھیں کہ سہ بیل کو طلبہ لے لیتے۔ کیوں وہ تھی کہ عون
میں بھی اتنا بہت حسوں ہوئے تھیں کوئی اور شاید یہ
بیزاری اور اسی نے حسوں کو کہا تھی جب کہ دنہن جلوں
سے ہے اس کے پاس بیٹھے آئی کوئی پرانا قصہ نہیں
چھپر رہی تھیں۔ حسے سے آئی ہے کاری۔ بیٹھ جیز
بیٹھی بیٹھ رہا تھا۔“ زرمینہ میں سے کسی ایک سے باش
کرنے لگتی۔

بچپان بھی اس کے گرد کم ہی طواف کرتیں وہ بھی
سماں کریں پہ پلکاں۔ پہلے جو بھاگی ان کے ساتھ کر رہی
کام کے وقت بچپن میں جاگرستے پکانے کا پوچھتے
لیکن اگر وہ اپنی ناراضی کی وجہ سے انکار کر رہیں تو
اصرار کرنے ماؤ جو جانے کی بجائے چپ چاپ والیں
مٹک جاتی۔ سیکھے بغیر کہ اس کی اس حرمت دو تلاوا
کے رو جاتی تھیں۔ کام میں اس کاں لئے کامیں کیں
بیٹھ کر رہا تھا۔ اور زار کو پورے کے پورش میں جاتے
ہی جیلی ولے گھوٹ کے بھنستے کی خوبیوں سے تکی
ہونے لاتی پھر سارا دن جب بھی وہ چکھے کھاتا
کرتی کی خوبیوں اس کے خوابیں پر سوار ہونے لگتی
اور اس سے کچھ کھا جاتا۔

”وہ شین لہن تو اپر تھیں گی تو کل سے و گھوٹ جاتی
نے بھک اس کے کر کے میں شین بھان کا تھا۔ وہ پسے کی
مرح ہر رشتے زیور کھنستے بعد چکتے ہوئے یخ اترتیں
لے لے۔ اس کے کیے ہوئے کامولیتہ نکتہ چند کر رہا۔“
بدو جواب دیتی ہوں اچھی خاصیتی کے بعد دکھر
جسے سے چلتے۔ نکر اس کا پھیٹک ضروری نہ
ہستیں۔ یہ صورت جعل سے اور غمکن گر رہی
تھی۔ حلا کمک دندرہ ”ہربات کو بیل سے لگاتے ولیا
لیں ہیں اور وادی کے پاس۔ خوار جو رنگ میں بگ
ڈالنے کے لیے باہر نکلیں تو۔“

”اوہ بھر جا کے اعلان کر رہا۔“

”خاموش۔“ شور نہ چاہے کوئی۔ اندر اڑا۔“

”آرائم کر رہی ہیں۔“ میں کی خند میں خلیل پڑتے کام۔“

”لیکن کیا بیٹھے یہ بات آنکھ اقتدار سے باہر نہیں
کیتے۔“

وادی کے قریب پہنچ گیا۔

”سلامانہ عرس تو سننا تھا“ یہ سالانہ ڈرامہ کرنے کا رواج نگست پھوپھو کے گھر سے شروع ہوا ہے۔ اس بھائیے تکارداری کے لیے آئے والوں سے پھل خوب جمع ہو جاتے ہیں۔“

”بری بات عون“ ایسے نہیں کہتے۔ پیار تو واقعی ہوتی ہیں۔ عمر بھی تو خاصی ہے اور اس عمر میں مکمل نگہداشت، اچھی خوراک، علاج اور آرام کی ضرورت ہوتی ہے جن کو میر آجاتا ہے انہیں اس بات کی قدر نہیں۔“ انہوں نے چھپتے ہوئے انداز میں ساس کو دیکھا۔

”اور کچھ بے چاری نگست کی ساس جیسی ہوتی ہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں نہ اچھا علاج کرنے والا، اس کی بے چاری اذرا سے زکام کھانی کے ہاتھوں بھی موت کے منہ میں جاتے جاتے رہ جاتی ہیں۔“

”جھے تو میرے دشمنوں میں سے ہر کوئی بے چاری لگتا ہے۔ بھی امیدیہ دنیا قائم ہے۔ بکرے کی ماں یعنی نگست کی ساس کب تک خیر مٹا کی۔“

”ہاں، کبھی تو ایسا ہو گا کہ آپ لوگ جائیں۔ عیاوت کی نیت سے اور تعزیت کر کے واپس آجائیں گے۔“

”خیر کی بات منہ سے نکالو عون! شرم نہیں آتی ابڑی بات کرتے ہوئے“ حسنے فوراً ”لوگ“ ”خدالنبری صحت دے۔“

”ہاں ہاں تو تو دعا میں مانگے گی اس کی زندگی کے۔“ تاکہ تیرایا تیرے خصم کا آئندہ خرچ ہو۔“

”وہ کیا بات ہوئی وادی؟“

”جھے نہیں پتہ، یہ رواج ہے۔“ کے سرال،“ مرگ ہو، خاص طور پہ ساس پا یا سسر کی تو کھانا میکے۔“ جاتا ہے اور نگست کا سرال ھمراں بڑا اوری والا۔“ کی جان نکل رہی ہے یہ سوچ سوچ کر کہ آئے،“ دیکھیں پکوانا میں کی۔ ایکی، ہی دعا میں اس کی حید،“ والی بھاونج مانگتی رہتی ہے جن کی وجہ سے تیرا نانا تک چلا آ رہا ہے ورنہ بابے میں شب بھی لڑا۔“

”تم ایسا کرو اپناو، ہی چکن کا سوٹ پہن لو، پنک والا جس پہ پلکا سا تھے کا کام اور آسمانی وھاگے کے پھول ہیں۔“ بالیاں اور چین جو پسی ہیں یہ ٹھیک ہیں۔ ہاں بس اوپر بڑی سی چاور لے لو، وہ ہے نال تمہارے پاس آف وائٹ تمپونما چاور جو پشاور جاتے ہوئے اور حصی ہو۔ وہ اچھی خاصی سوکوار سی چاور ہے۔ اگر وہاں کا ماحول ساز گارڈ میکھو تو چاور اتار کے تھے کر لیتا ورنہ اوڑھ کے افسوس والا منہ بنا کے پیٹھے جاتا۔“

حسنہ نے شاندار حل پیش کیا۔

”جا کے اپنی نوں کی خبر لے۔ اسے بتایا کہ نہیں،“ آج جاتا ہے نگست کی طرف۔ ویکھو وہ کیا پہن رہی ہے۔ اسے کہنا کپڑے ساہہ پہنے، میک اپ چاہے نہ کرے مگر سونے کی چوڑیاں کڑے اور سیٹ ضرور پہنے نگست کے سوھروں کو بھی پتہ چلے ہم اپنی دلنوں کو کتنا زیور پہناتے ہیں۔“

”میں تو یہ ڈیوٹی نہیں بھگتا سکتی۔“ حسنہ نے صاف انکار کر دیا۔

”ایسی بے زار شکل بنا کے پیٹھی رہتی ہے۔ چہرہ دیکھو تو لگتا ہے جیسے اب بالکل کرے گی کہ اب۔ ایسے پرے منہ بنا تی رہتی ہے خاص طور پہ کھانا کھاتے ہوئے اگر میرے ہاتھ کا کھانا کھاتے ہوئے اتنا ہی دل خراب ہوتا ہے تو خود بنا لیا کرے نال۔“

”پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے اسے۔ پہلے سب کے ساتھ پیٹھی تھی۔ ہنستی گھیلتی تھی۔ تیرے ساتھ کام کرتی تھی۔ اب اندر پیٹھی رہتی ہے۔ نہ کھانے نہ ہوش نہ بجھے سنور نے کاشوق۔ کتنے دنوں سے گانا بھی نہیں کیا اس نے۔“ وادی کو بھی فکر لاحق ہوئی۔

”مارے کچھ نہیں اماں! کچھ نہیں ہوا۔ بس پہلے وہ زارا تھی، اب زارا جی ہو گئی ہے۔“

حسنہ نے اندر را خل ہوتے عون کو کن اکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ ان جان بن گیا۔

”ہم نگست کی طرف جا رہے ہیں،“ اس کی ساس کی حالت خراب ہے۔“ اسے اطلاع دی گئی۔

”اوہ ناٹ اکیں۔“ وہ گرنے کے سے انداز میں

"تم سے ڈھونگ کر رہے ہو۔" دستہ چاہئی۔
میں بھی کہوں پچھی کی طبیعت کری گری کیوں
رہتی ہے۔ "راوی کی خوشی سے رہی حالت تھی۔
اور میں عقل کی اندھی لائتا بھی سمجھنے سن کی۔ چلو
میرا تو ایک ہی ایک بزرگ مرد! اُپ اور وہ کہ تم چار
چار مرتبہ بچھے گاہر، اُپ لوگ بھی میں کی حالت نہ
بچھا سکتے۔ گیسا خوشی کا منون دکھایا ہے اللہ پاک نے
اور انہم بزرگوں ہو رہے تھے ایسے وقت میں جب اسے
سب کی دلچسپی اور رنج کی ضرورت سے ہم اسے۔ خیر
اگھی بھی کیا بخواہے۔ آتی اچھی خوبی کے صدقے قلب
میں ہر رات کا رالہ کر دیں گے۔"
راوی نے اپنے پسندیدہ گھوٹکے میں سے بزرگ دوڑا
نکلا۔

"اہم شامن باندھو اسے" اور پرچار جاوے ملائی بلکہ کہا
دیزیرے میں بھی تھی کیا اسکے لئے ایک ایک سینہ لند
ٹلوکے سارے گھروں میں باندھ لی۔
و سارے خوشی سے بے حل اپنی امنی محبتیں
چھخار کرنے اس کے کر کے کی جاتی ہمکے تو عنون
نے ہمانتی بھری سانس لی۔

ذنیابھی سے من منتخب دلچسپ گھانیاں پیشہ اکٹا تھے



⑤
دیکھ تھوڑیں کا بگرد
تھے ذہن کا مسلمان

⑥
صریحہ کے
۲۵
حوشات حوتے

عہلان ڈلچسپ
اکٹہ بزارِ حسنیہ

"گرفتگار تواری اُمی اور چاہی کو خطرناک تیور لے
لے گر، جملہ کا گاہکے کھا۔

"اُمی بھی کیا افتاب نہ بخدا نہ زکام اور ایسے
لماں کا افسوس لے جاگا۔"

"اُو، کیوں بات کا بتکلر بخاری ہو، آخر کوئی توجہ
میں نہ کیں۔ کیونکہ اُکی اور اب یہ شد کھانے ہے۔

"سہر ساتھ میں اُپ کو حکم بھی دے گیا کہ بھوک
کیا کہجے۔ لان کی نند میں خلص نہ اتنے دیں وغیو

"اُمی" خشنے تملات ہوئے گلہ
"تم قسم کے چھلوں کی خوبیوں سک آری
"راوی نے ناک سکوڑ کے سانس پیچی۔

"شمول کے چونچلے"

"صحیح کہ رعنی ہیں اُپ راوی! بے بکر کے خفرے
اہو کے ہیں اُج تکل کی عمر توں نے۔ آخر تجھی

"اُن ایک ہیں، چاچا ہیں میں جاہانے کی کوئتے خفرے
نے میں دھماکتا ہے کر رہی ہے۔"

"وہ سیرے لعل اُج کی ہے ناں ملک عنون والا
اہ۔" راوی نہیں ہو سکتیں۔

"اور کیا، ہر عورت کے نئے ہوتے ہیں تکرایے
اُنہوں نے نہ سے۔ کو اس کرتی ہیں یہ داکڑی بھی،
اُنہوں نے اُس کی ضرورت ہے، زیادہ سے زیادہ خوش

بھیں، اُپر اُپنے ہوئے دیں۔ اُب کیا میں جو کر دیں
وہ اُنہوں ہوں۔"

"لہا کر رہے ہو تم؟" دستہ جو نہیں۔
"لیں ہیں، خیر سے اُپ کی خوشی نزولی سو ایسے

"اس نے رپورٹ بے زاری سے سب کے
اٹھا دی۔"

"ایسی ملزمان ساقوں آسمان کو چھوٹا تھا
اُنہیاں وہا۔ گھر میں کئے رہا ہوں میں ان ذرا رے

"اُنہیں آئے والا نہیں۔ بُت بُت وُن بن لیا۔
اُنہیں میری آنکھیں مکول دیں ایس کی حیثیت
نہیں۔ لکھا گکہ ہے، کوئی کندورت نہیں۔ میں اُ

"اُمی اور کے سامنے رچاۓ جاگر۔"

"جو بس کہہ ڈالو، بوس مو قدمہ ڈراموں، تلوڑی
میں کما جاتا ہے۔ جو رتوں پر ڈرامی مکالمے زیادہ، اُن
کرتے ہیں۔"

"میں تمارے نیچے کیں میں جاؤں اور اس سے کھتا ہوں۔
اُن میں تمارے نیچے کیں میں جاؤں۔"

"اس نے اُنکی دلنشیں میں باکر مل کھاتے ہے۔
کمل

"لا جوں والا تم اس کیسے میں سکتے ہو گدھے۔ تما۔"
منذر سے فرستے تو سکتے پونک گیا اور اس کے کے اُذنا
چ غور کرنے لگا۔

"اُرے ہیں، واقعی میں کہوں ہمیں تمارے نئے
کباب بخیل لا جاؤں زارا۔"

"کیا ایسی؟" منذر اس سے پلت گیا
"کیا واقعی میں چاچا بخیل لا جاؤں؟"

"اُن اور چاچا بھی دی جو کیدو سے کم نہیں۔ تھی
لگھل بھجل کی وجہ سے اُج زار اجھے سے اُنی دورت کر

اس سے بات کرنے کے لیے مجھے سارے دعویٰ ہیں
رسے جوں۔"

"اُندر مت کو سیخ خوشی سب بھاڑے گی۔"
"مگر" اس نے واکٹر کی ٹھالی بھاڑی اور گھر کے

تارہ تریں حلات سے آنکھ کیل
کچھ جاہاے مرن جنمیں نہیں آتا یہ ہاؤں۔"

"ویکھا نہیں نہ کھاتا قاتھی بولتی بند کر دی ہے بھالی
نے"

"اُبکو اس بند کر۔ خبر ار جو بھے لب میری بھوی کے
خلاف رکھ لانے یا بھر کانے کی کوشش کی۔ اگر میرے

چچے ہو رہے تو صرف ہتاو کہ میں اسے جو کھا جاتا
ہوں، تیکے کہوں، تجھے مت کی نہیں، لفاظاً کی

ضرورت سے۔"

"یہ بھی کوئی مسلسلہ ہے۔ اُج کل درجنوں کے
حساب سے ملے چھنلوں نے یہ مسلسلہ حل کر دیا ہے
کوئی بھی بذریعہ کے دلکھ لپی ضرورت کے ملابق

ہترن زانہ لامگ تھیں وہاں سے مل جائیں گے۔"

میری ہر دم بیٹھے مکرانے والا، چکتی ہوئی زار اتنی
چچے ہی کیوں ہو رہی ہے اس کی وجہ جانے بغیر اس کے
چچے ہے میں شیشناہ کرتا رہا۔" دہنام بھی ہو اور پریشان بھی۔
رشان اس لیے کرو خود کو تربوقت سنبھال پکا تھا
لیکن گھر میں آئے اس طوفان کو کیسے روکتا جو اس کی
کو شوں سے آیا ہی چاہتا تھا اب جب زار اکو سب
کی محبت اور توجہ کی ضرورت سے صرف اس کی وجہ
سے یہ محبت کو چھپی ہے۔ سارا گھر اس سے بد نہ
ہو چکا ہے۔

"یہ میں نے کیا کر ڈالا۔" اس نے پلے اپنے بال
نوچے پھر جا کر منذر کے
"سب تسلی واجہ سے ہوا ہے۔ ریکارڈ، حارس
پیش قراری شیطانی تھے سے میرا سکھ دیکھا نہیں کیا۔
اُنگلیوں میں زندگی میں۔"

"اوے میرے بیان تو پھر ہو" پلے ہی چند دن کے
سمان ہیں ہے چار سے۔ اس نے اپنے بل اس کی
گرفت سے چھڑائے اور زار پر ہبھت کے بیٹھ گیا۔

"لہتا سلسلہ کیا ہے؟"
"سلسلہ سے کہ تجھے زار سے پچھے کہا ہے اے
کچھ جاہاے مرن جنمیں نہیں آتا یہ ہاؤں۔"

"ویکھا نہیں نہ کھاتا قاتھی بولتی بند کر دی ہے بھالی
نے"

"اُبکو اس بند کر۔ خبر ار جو بھے لب میری بھوی کے
خلاف رکھ لانے یا بھر کانے کی کوشش کی۔ اگر میرے
چچے ہو رہے تو صرف ہتاو کہ میں اسے جو کھا جاتا
ہوں، تیکے کہوں، تجھے مت کی نہیں، لفاظاً کی
ضرورت سے۔"

"یہ بھی کوئی مسلسلہ ہے۔ اُج کل درجنوں کے
حساب سے ملے چھنلوں نے یہ مسلسلہ حل کر دیا ہے
کوئی بھی بذریعہ کے دلکھ لپی ضرورت کے ملابق
ہترن زانہ لامگ تھیں وہاں سے مل جائیں گے۔"
"پلا یہ تو ہے۔ اس وقت جو چھوٹیں ہے یہ تو ہر
زدارے میں ہوتی ہے۔ کیا کشتیں الٹیں۔"